Chapter 76

سورة الدّھر

Ultimate time from its beginning to end

آیات 31

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

هَلۡ اَتٰى عَلَى الۡاِنۡسَانِ حِيۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ يَكُنۡ شَيۡـئًا مَّذۡكُوۡرًا ﴿۱﴾

1- کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ بے کراں وقت میں سے ایسی مدت بھی انسان پر طاری رہی ہے جب یہ کوئی ایسی شے نہیں تھا (کہ اس کے مقام و مرتبے) کا ذکر کیا جاتا۔

اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ۖ نَّبۡتَلِيۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِيۡعًاۢ بَصِيۡرًا ﴿۲﴾

2-اور تحقیق کرنے والے یہ بھی جانتے ہیں (اِنَّا) کہ ہم نے انسان کو ایسے ملے جلے نُطفے سے تخلیق کیا جو لامحدود ملی جلی صلاحیتوں کا مجموعہ تھا (امشاجٍ)۔(مقصد یہ تھا کہ یہ حسن و توازن اور خوشگواریوں اور سرفرازیوں کی مسرتوں سے لطف اندوز ہونے کے لئے نازل کردہ احکام کے مطابق اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرے۔اس لئے) ہم نے اسے صاحبِ بصیرت و سماعت (انسان) بنایا تاکہ اس آزمائش میں پورا اترے (اور آخرت کی زندگی میں ہمیشہ رہنے والی جنتیں عطا کر دی جائیں)۔

اِنَّا هَدَيۡنٰهُ السَّبِيۡلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا ﴿۳﴾

3-(نہ صرف یہ بلکہ) ہر تحقیق گواہ رہے گی (اِنَّا) کہ ہم نے اس پر ایسی راہ بھی عیاں کر دی جو اسے بھٹکنے سے محفوظ رکھتے ہوئے سیدھی اطمینان بھری منزل تک لے جانے والی تھی (ھدینٰہ سبیل)۔(اب یہ اختیار اس کا ہے کہ،73/19) خواہ اس کی قدر کرنے والا بن جائے یا چاہے تو انکار کر کے (وہ راستے اختیار کر لے جو بے اطمینانی اور تباہی کی طرف جاتے ہیں)۔

اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغۡلٰلًا وَّسَعِيۡرًا ﴿۴﴾

4-(اور نتائج کے طور پر) یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم نے کافروں کے لئے یعنی اللہ کی سچائیوں سے انکار کرنے والوں کے لئے زنجیریں، طوق اور دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے (جو آخرِ کار ان کا کیا کرایا راکھ کر کے رکھ دے گی اور وہ تباہیوں کی گرفت میں آ جائیں گے)۔

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ یَشۡرَبُوۡنَ مِنۡ کَاۡسٍ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُوۡرًا ۚ﴿۵﴾

5- مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ (جو انکار کی بجائے اطاعت کرنے والے ہیں) تو وہ لوگ ہی دماغوں میں وسعتیں اور دلوں میں کشادگی رکھ کر انسانوں سے وسیع پیمانے پر اچھا سلوک کرنے والے ہیں (ابرار)۔ اس لئے انہیں پینے کے لئے (ایسے مشروب سے لبریز) پیالے میسر آئیں گے کہ جس میں آمیزش ہوگی تو ایسی کہ جو کافور کی (خوشگوار و اطمینان آور آمیزش ہوتی ہے)۔

(نوٹ: ابرار کا لفظ (ب ر ر) کے مادہ سے نکلا ہے۔ یعنی ''بحر'' سمندر کے مقابلہ میں ''بر'' یعنی ساری روئے زمین۔ چنانچہ اسی کی بہترین صفات کے پیشِ نظر اہلِ عرب نے ابرار کے معنی اخذ کیے ہیں، جیسے وسعت، کشادگی، فراخی اور کیونکہ زمین خوشگواریاں وثمرات وغیرہ مہیا کرتی ہے، اسی حوالے سے ''ابرار'' کے وہ مطالب جو آیت میں دے دیے گئے ہیں، لے لیے جاتے ہیں)۔

عَیۡنًا یَّشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوۡنَهَا تَفۡجِیۡرًا ﴿۶﴾

6-(اور جہاں سے یہ مشروب میسر آئے گا، وہ) ایک سرچشمہ ہے جس سے وہ لوگ پیتے ہیں جنہوں نے (ہر غلامی سے انکار کر کے صرف) اللہ کی غلامی اختیار کر رکھی ہے۔ (اور وہ اس قدر دلوں میں کشادگی رکھنے والے ہیں کہ انسانوں کی خوشگواریوں کے لیے اس سرچشمے) سے شاخیں بہاتے رہتے ہیں (تاکہ نوعِ انسان اس کی آگاہی کی مسرتوں سے فیض یاب ہوتے رہیں)۔

(نوٹ: اس آیت میں ''عینا'' یعنی چشمہ یا سرچشمہ استعارہ معلوم ہوتا ہے جو کہ ''قرآن'' کے لئے استعمال کیا گیا ہے)۔

یُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَیَخَافُوۡنَ یَوۡمًا کَانَ شَرُّهٗ مُسۡتَطِیۡرًا ﴿۷﴾

7-(چنانچہ یہ جو ابرار ہیں انہوں نے نوعِ انساں کو خوشگواریاں) مہیا کرنے کی جو ذمہ داریاں اپنی مرضی سے اپنے اوپر لے رکھی ہوتی ہیں (بالنذر) انہیں (خندہ پیشانی) سے پورا کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس بات سے خوف زدہ رہتے ہیں (کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو نوعِ انساں پر) ایسا دور طاری ہو جائیگا کہ جس میں بُرائی ہی بُرائی پھیل جائے گی۔

وَیُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسۡکِیۡنًا وَّیَتِیۡمًا وَّاَسِیۡرًا ﴿۸﴾

8-اور (یہی وجہ ہے) کہ وہ اللہ کی محبت کی خاطر (نوعِ انسان میں فساد کو روکنے کے لئے ایسا انتظام کرتے ہیں) کہ وہ لوگ جن کی زندگی کی نشو ونما کے ذرائع ساکن ہو گئے ہوں اور وہ جو ماں باپ نہ ہونے کی وجہ سے تنہا یا بے یار و مددگار رہ گئے ہوں اور وہ جو کسی مصیبت میں گرفتار ہو کر (ذرائع رزق سے محروم ہو گئے ہوں) تو انہیں کھانے پینے کے لئے سامانِ

رزق پہنچتا رہے۔

اِنَّمَا نُطۡعِمُكُمۡ لِوَجۡهِ اللّٰهِ لَا نُرِيۡدُ مِنۡكُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُكُوۡرًا ﴿۹﴾

9-(اور وہ جن کے لئے یہ کچھ کرتے ہیں تو ان سے کہہ دیتے ہیں کہ تم یہ نہ سمجھو کہ ایسا کرنے سے ہم تم پر کوئی احسان کر رہے ہیں۔ بلکہ ہم نے جو یہ سامانِ رزق) تمہارے کھانے پینے کے لئے کیا ہے تو یہ صرف اللہ کی وجہ سے ہے (کیونکہ وہی ہمیں دے رہا ہے اور اسی میں سے ہم تمہیں دے رہے ہیں۔ اور اس میں ہمارا اپنا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لئے، اس کے بدلے میں) نہ ہی تو ہم تم سے کوئی جزا چاہتے ہیں اور نہ ہی کوئی شکریہ۔

اِنَّا نَخَافُ مِنۡ رَّبِّنَا يَوۡمًا عَبُوۡسًا قَمۡطَرِيۡرًا ﴿۱۰﴾

10- کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے نشو ونما دینے والے کی طرف سے طاری ہونے والے اس دن سے خوف زدہ ہیں جس کی سختی سے لوگوں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور جس کی گرفت سے کوئی کہیں نہیں بھاگ سکے گا۔

(**نوٹ**:قمطریراً. یہ لفظ القمطر (ق م ط ر) سے نکلا ہے۔ یہ اس لکڑی کی بیڑی کو کہتے ہیں جو مجرموں کے پاؤں میں ڈال دی جاتی ہے تا کہ وہ بھاگ نہ سکیں۔ یہی مطلب آیت میں دے دیا گیا ہے)۔

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الۡيَوۡمِ وَلَقّٰهُمۡ نَضۡرَةً وَّسُرُوۡرًا ﴿۱۱﴾

11- لیکن اللہ ان (ابرار) کو اس دن کی ہلاکت سامانیوں سے بچالے گا۔ اور انہیں سُرور کی تازگی پیدا کرتے رہنے ولی حالتیں عطا کردے گا۔

وَجَزٰٮهُمۡ بِمَا صَبَرُوۡا جَنَّةً وَّحَرِيۡرًا ﴿۱۲﴾

12- یہ ہیں وہ جنتی فضائیں جو انہیں (اللہ کے احکام وقوانین) پر ڈٹے رہنے اور اپنے استقلال واستقامت کے نتیجے کے طور پر میسر آئیں گی اور جہاں وہ ایسی مسرتوں کے گھیرے میں ہونگے جن میں کسی بے اطمینانی کی آمیزش نہیں ہوگی۔

(**نوٹ**: حریر۔ اس لفظ کا مادہ (ح ر ر) ہے۔ الحر۔ الحرور۔ الحرارہ اسی سے نکلے ہیں جن کا مطلب گرمی یا تپش ہے۔ الحریر۔ ریشمی کپڑا کو بھی کہتے ہیں اور ہر باریک کپڑے کو کہتے ہیں جو تپش سے بھی محفوظ رکھے اور ٹھنڈک بھی فراہم کرے۔ بہر حال، اس مادہ کے معنی ہیں کسی چیز کا اس انداز سے خالص ہونا کہ اس میں کسی قسم کی آمیزش نہ ہو۔ چنانچہ یہی مطلب آیت میں لیا گیا ہے)۔

مُّتَّكِـِٕيۡنَ فِيۡهَا عَلَى الۡاَرَآٮِٕكِ‌ۚ لَا يَرَوۡنَ فِيۡهَا شَمۡسًا وَّلَا زَمۡهَرِيۡرًا‌ ﴿۱۳﴾

13-(اور یہ ہے وہ مقام جو انہیں میسر آئے گا اور جہاں وہ اقتدار واختیار) کی مسندوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے

(یعنی مکمل اطمینان کی حالت میں ہوں گے)۔اس حالت میں انہیں نہ سخت دھوپ اور نہ سخت سردی نظر آئے گی۔(یوں سمجھو جیسے ہمیشہ بہاروں کے موسم میں رہیں گے)۔

وَدَانِیَةً عَلَیۡهِمۡ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتۡ قُطُوۡفُهَا تَذۡلِیۡلًا ﴿۱۴﴾

14-اور (حسین درختوں کی حسین شاخوں کے) سائے ان پر نزدیک کر دیے گئے ہوں گے۔اور (لذیذ پھلوں سے لدی ہوئی ڈالیوں پر پھلوں) کے گچھے ان کی دسترس میں کر دیے گئے ہوں گے۔

وَیُطَافُ عَلَیۡهِمۡ بِاٰنِیَةٍ مِّنۡ فِضَّةٍ وَّاَکۡوَابٍ کَانَتۡ قَوَارِیۡرَا۠ ﴿۱۵﴾

15-اوران کے لئے گردش میں ہوں گے ایسے چاندی کے برتن (جن میں خوش رنگ اور لذیذ کھانے ہوں گے)اور بلور کے پیالے (جن میں خوش رنگ اور سُرورآور مشروب ہوں گے)۔

قرء حفص بغیر اللف فی الوصل فیها ووقف علی اللول بالف و علی الثانی بغیر اللف 12

قَوَارِیۡرَا۠ مِنۡ فِضَّةٍ قَدَّرُوۡهَا تَقۡدِیۡرًا ﴿۱۶﴾

16-(اورخود وہ) چاندی اس قدر بلوریں ہوگی کہ اُنہوں نے اِسے (حسن وتوازن) کی مناسبت کے پیمانے بنا رکھا ہو گا۔

وَیُسۡقَوۡنَ فِیۡهَا کَاۡسًا کَانَ مِزَاجُهَا زَنۡجَبِیۡلًا ﴿۱۷﴾

17-اورانہیں وہاں ایسے (مشروبات) کے جام پلائے جائیں گے جن میں زنجبیل یعنی خشک ادرک (کی سی لذت آور خوشبو) کی آمیزش ہوگی۔

عَیۡنًا فِیۡهَا تُسَمّٰی سَلۡسَبِیۡلًا ﴿۱۸﴾

18-اوراس میں (ابدی سُرور بخشنے والا یہ مشروب)ایک ایسے نامزد چشمے سے میسر آئے گا جو اپنا راستہ خود دریافت کرتا ہوا بہت پیچھے سے چلا آتا ہے اوراسی طرح آگے بہے چلا جاتا ہے (سلسبیل)۔

(نوٹ: سلسبیل کا لفظ دو لفظوں سے مل کر بنا ہے یعنی سل ۔سبیلاً یعنی راستہ دریافت کرنا۔سبیل کا مادہ (س ب ل) ہے۔لہٰذا اسبل یعنی لٹکانا سے سبیل نکلا ہے،جس کے معنی لمبائی یا دُور تک چلے جانا ہے۔اسی سے راہ یا راستہ کے مطالب نکلے ہیں۔ چنانچہ سبیل کے ساتھ سل کے اضافے سے وہ مطلب بنتا ہے جو آیت میں دے دیا گیا ہے۔ بہرحال،اس سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ انسان کے دنیا میں کیے گئے حسین اعمال کے حسین نتائج اپنا راستہ بناتے ہوئے آخرت میں انسان کو سلسبیل فراہم کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں)۔

وَیَطُوۡفُ عَلَیۡهِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ ۚ اِذَا رَاَیۡتَهُمۡ حَسِبۡتَهُمۡ لُؤۡلُؤًا مَّنۡثُوۡرًا ﴿۱۹﴾

19-اوران کے اردگرد ہمیشہ نوخیز رہنے والے حسین مخلوق کے مجسم حسین پیکر ہوں گے جوان کے لئے آجا رہے ہوں گے اور جو ہمیشہ اِسی حسین حالت میں رہیں گے (اور یہ ایسے ہونگے کہ) اگر تم انہیں دیکھو تو یوں سمجھو کہ جیسے وہ بکھرے ہوئے حسین موتی ہیں۔

(نوٹ: ''ولدان مخلدون'' جس کا ترجمہ آیت میں دے دیا گیا ہے، یہ جنت کی مخلوق ہے جسے اللہ نے جنت والیوں اور جنت والوں کے لئے تخلیق کر رکھا ہے)۔

وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿٢٠﴾

20-اور تم اس (جنت میں) جب بھی جدھر بھی دیکھو گے تو وہاں تمہیں آسودگی، آسائشیں اور خوشگواریاں (نعیماً) ہی دکھائی دیں گی۔اوران پر ایسا اختیار وحکمرانی میسر آئیگی جو بہت بڑھ کر ہوگی۔

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۡ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿٢١﴾

21-(صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اگر گنتے جاؤ تو نعمتوں کی گنتی ختم نہیں ہوگی)۔ان کے لئے پوشاک ایسی کہ سبز باریک اور دبیز ریشم (کا حسن ہوگا)۔اور (ان کی حکمرانیوں کی طرف دیکھیے تو سرداریوں کے نشان کے طور پر) انہیں نقرئی کنگن پہنائے جائیں گے۔اوران کا رب انہیں پینے کے لئے ایسا مشروب میسر کردے گا جو انتہائی طور پر پاک وصاف ہوگا۔

اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿٢٢﴾ ع 1 22 19

22-(ان سے کہا جائے گا) کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ تمہاری اپنی جدوجہد کا نتیجہ ہے (جو ثمر بار ہو کر تمہارے سامنے آ گیا ہے۔اوراب تم نے دیکھ لیا کہ تمہاری کی گئی کوششوں کی کس قدر) قدر دانی کی گئی ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿٢٣﴾

23-(یہ ہے اے رسولؐ! جنت کی مسرتیں اور ہمیشہ رہنے والا اطمینان جس کے حصول کے لئے) بلاشبہ ہم نے یہ قرآن بتدریج تم پر نازل کیا (تاکہ نوعِ انسان اپنے حسین اعمال سے اپنی دنیا کو حسین بنا کر نتائج کے طور پر آخرت میں جنت کا حق دار ہو جائے، 76/12)۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿٢٤﴾

24-لہٰذا، تم اپنے رب کے حکم کو (یعنی نظام کو) نافذ کرنے کے لئے ڈٹے رہو اور پوری استقامت (صبر) سے گامزن رہو۔اور قطعئی طور پر ان میں سے کسی ایسے شخص کی بات نہ مانو (جو اللہ کے حکم یعنی اللہ کے نظام سے دشمنی کر کے گناہ کا مرتکب ہو رہا ہو یا اس کی سچائیوں سے انکار کیے جا رہا ہو (کفوراً)۔

وَّاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾

25-اور (ایسے لوگوں اور ایسے حالات پر قابو پانے کا طریقہ یہ ہے کہ) تم صبح وشام (یعنی ہر وقت) اپنے رب کی صفات کی آگاہی عام کرو (اور ان صفات کے مطابق سرگرمِ عمل رہو، 69/52)۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾

26-اور رات میں سے (کچھ وقت) پس اس کے لئے سجدہ ریزی میں وقف کرو اور رات کے طویل حصہ میں اس کے احکام وقوانین پر سرگرمِ عمل رہنے کے لئے (غور وخوض کرو)۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾

27- کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جو (لوگ اللہ کے نازل کردہ نظامِ زندگی کی مخالفت کرنے والے ہیں تو) وہ جلد حاصل ہو جانے والے مفادات سے محبت کرنے والے ہیں اور اس کے پیچھے اس عظیم الشان وزنی دور کو نظر انداز کر دیتے ہیں (جو حال مستقبل، اور آخرت کی خوشگواریوں اور سرفرازیوں کا ضامن ہے، 75/20-22)۔

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾

28-(یہ جلد مفادات حاصل کر کے اپنے آپ کو طاقتور کرنے والے لوگ بھول جاتے ہیں کہ) ہم نے ہی انہیں تخلیق کر رکھا ہے اور ہم نے ہی ان کے پیکروں کو مضبوطی اور استحکام عطا کیا ہے۔ (لہٰذا، اگر یہ نازل کردہ نظامِ زندگی کی مخالفت کرتے رہیں گے تو) ہم جب مناسب سمجھیں گے انہیں بدل ڈالیں گے اور بدل کر اُن جیسے لوگوں (کی قوم) کو لے آئیں گے (جو اِن سے کہیں زیادہ حکمت والی اور مضبوط ہوگی)۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾

29-(بہر حال) یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ (قرآن آگاہی ہی) آگاہی ہے۔ لہٰذا، جو چاہے اپنے رب کی طرف کا راستہ اختیار کر لے۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾

30-اور (انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ اپنے اختیار وارادے کو اللہ کے احکام وقوانین سے ہم آہنگ کر لیں کیونکہ اس اصول کے تحت) تم کسی چیز کو مناسب نہیں سمجھو گے سوائے اس کے جسے اللہ مناسب سمجھتا ہے۔ اس لئے کہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

ع 2 9 20 يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۳۱

31-(اگر تم ایسا چاہو گے تو ایسے چاہنے والوں میں سے) وہ جسے مناسب سمجھتا ہے اسے قدم بہ قدم اپنی مدد و رہنمائی میں اس کے کمال تک لے جانے والی حالت میں داخل کر دیتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو ظالم ہیں یعنی جو طے شدہ حقوق کو کم کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کرنے والے ہیں تو ان کے لئے اس نے ایسا عذاب تیار کر رکھا ہے جو انہیں غم و الم میں مبتلا کئے رکھے گا۔

(یہ نوٹ جنات کے بارے میں صفحہ 1297 کا تسلسل ہے)

مگر جنات کے ایک بڑے گروہ نے شیطانیت کا راستہ اختیار کر لیا اور انسان کی بڑائی ماننے سے انکار کر دیا اور آیات 7:27 اور 15:36-39 کے مطابق اللہ سے اجازت حاصل کر لی کہ وہ قیامت تک انسانوں کو تخریب' کفر' فساد' شرک اور تباہی کے لیے اُکساتے رہیں گے۔ جنات اپنے تخلیقی جوہر کی وجہ سے انسان کو نظر نہ آنے والی مخلوق ہے۔ انسان سے کم تر ہونے کی وجہ سے یہ انسانوں کو چمٹ نہیں سکتی مگر یہ انسانوں کے ذہنوں اور گمانوں وسوچوں پر اثر انداز ہو سکتی ہے جیسا کہ آیت 114:6 میں بھی آگاہ کیا گیا ہے۔

مگر مفسرین کے بعض گروہ اوپر دی گئی آگاہی سے قطعی طور پر اتفاق نہیں کرتے اور وہ جنات کو انسانوں سے علیحدہ مخلوق نہیں سمجھتے بلکہ جنات کو وہ انسانوں کا ہی ایک گروہ کہتے ہیں جو یوں ہے:

پہلا گروہ: جنات اصل میں پہاڑوں و جنگلوں و صحراؤں میں رہنے والے وحشی قبائل اور خانہ بدوش ہیں جو کہ انسان ہی ہیں۔ لیکن اِس سلسلے میں قرآن نے پہلے ہی اُن کا یہ تجزیہ یوں رد کر دیا ہے کہ ایسے سب قبائل اور خانہ بدوشوں کے لیے آیت 9:97 میں لفظ اعراب اِستعمال کر دیا ہے مگر جنات کا لفظ اِستعمال نہیں کیا۔

دوسرا گروہ: جن انسانوں کے وہ طبقات ہیں جو اپنے مفادات کے لیے انسانی عقلوں پر چھا جاتے ہیں اور اُن کا استحصال کرتے ہیں جیسے کہ حکمران' مذہبی علماء' سیاستدان' قبیلوں کے سردار' سرمایہ دار' جاگیردار وغیرہ وغیرہ اِس لیے جن انسانوں سے علیحدہ مخلوق نہیں ہے۔ مگر قرآن نے ایسے طبقات کے لیے آیت 34:34 اور آیت 37:8 میں مترفین والملاء کے الفاظ استعمال کیے ہیں' جنات کا لفظ اِستعمال نہیں کیا اِس لیے یہ طبقات جن نہیں ہیں بلکہ آیت 6:112 کے مطابق انسانوں میں سے شیطان ہیں۔

تیسرا گروہ: جن جو ہیں یہ توانائی وغیرہ کی لہریں ہیں لیکن یہ انسانوں کی طرح کی علیحدہ مخلوق نہیں ہے۔ مگر قرآن نے اِس سلسلے میں آیت 7:143 کے مطابق ایسی تمام توانائی کی قوتوں کے لیے لفظ تجلّی اِستعمال کیا ہے مگر جن کا لفظ استعمال نہیں کیا اِس لیے اِنہیں جن نہیں کہا جا سکتا۔

باقی صفحہ 1333 پر ملاحظہ فرمائیں۔